یونیورسٹیز، کالجز اور سکول کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ نشست

پروگرام کے مطابق سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لائے جہاں یونیورسٹیز، کالجز اور ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو عزیزم ساغر محمود باجوہ صاحب نے پیش کی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزم بلال نے پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم موعود طاہر صاحب مہتمم امور طلباء خدام الاحمدیہ کینیڈا نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کینیڈا میں تقریباً 1070 احمدی طلباء ہیں۔ جن میں 565 ہائی سکول میں پڑھ رہے ہیں۔ 277 طلباء یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں اور 228 کالج کے طلباء ہیں۔

برٹش کولمبیا میں کُل 60 طلباء ہیں۔ جن میں سے 37 کالج یا یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں اور 23 ہائی سکول میں ہیں۔ آج کی کلاس میں 106 طلباء شامل ہیں۔ جن میں سے 48 برٹش کولمبیا کے ہیں۔ یہ طلباء 18 مختلف یونیورسٹیز، 12 کالجز اور 20 ہائی سکولز کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ان طلباء میں سے 38 سائنسی علوم حاصل کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ 16 انجینئرنگ میں، 11 آرٹس میں اور 16 بزنس میں ہیں۔

مہتمم امور طلباء نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک 22 تعلیمی اداروں میں احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن (AMSA) کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔ اسی طرح چھ یونیورسٹیز میں AMSA کا قیام ہو چکا ہے۔ اسی طرح کینیڈا کے مختلف تعلیمی اداروں میں پندرہ نماز سینٹرز کا قیام ہو چکا ہے۔

"احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن" طلباء کی تربیت کو فوقیت دیتی ہے اور پڑھائی کے متعلق مختلف قسم کی امداد بھی کرتی ہے۔

"احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن" نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر سات کانفرنسز کا انعقاد کیا۔ اسی طرح ایک ورلڈ پیس کانفرنس منعقد کی جس میں سات صد مہمان شامل ہوئے۔ اسی طرح کینیڈا کے 15 بڑے شہروں میں قرآن کریم کی اسّی (80) نمائشیں اور بک سٹال لگائے گئے اور ہزاروں مہمانوں نے ان نمائشوں اور بک سٹال کا وزٹ کیا۔

۞......اس تعارفی ایڈریس کے بعد پروگرام کے مطابق عزیزم عتیق چٹھہ نے "پودوں کے سیل (Cell) اور ان کی نشوونما" کے عنوان پر اپنی Presentation دی۔

موصوف نے بتایا کہ سیل زندگی کا بنیادی اور اہم وجود ہے۔ اس میں DNA ہوتا ہے اور DNA میں جنیٹک مادہ ہوتا ہے جو کہ تمام قسم کے جانداروں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔ ان کی ریسرچ ایک ایسی جین (Gene) کو ڈھونڈنے کے لئے ہے جس کے ذریعہ سے پودوں کی جڑوں کی نشوونما بہتر بنائی جاسکتی ہے۔ اس جین میں تبدیلی کے ذریعہ ایسی جگہوں پر پودے اگائے جاسکتے ہیں جہاں پر ماضی میں ایسا کرنا ممکن نہیں تھا۔ ایک ایسی جین ڈھونڈی جائے جس سے پودوں کی جڑوں کو اگانے اور انہیں مضبوط بنانے کا طریقہ کار بہتر کیا جاسکے۔ ہمارے خیال میں ایک ایسی جین (Gene) پودوں میں ہوسکتی ہے۔ اگر ایک پودا مناسب سائز کی جڑ نہیں بناسکتا تو وہ ٹھیک سے نہیں اُگے گا۔ ہم یہ ریسرچ کر رہے ہیں کہ جین کو بہتر کر کے پودوں کی لمبی جڑیں بنائی جائیں تا کہ ہم ان علاقوں میں پودے اُگا سکیں جہاں پہلے اُگانے سے قاصر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جو جین (Gene) آپ نے منتخب کیا ہے وہ تو Petri Dish میں اگایا۔ لیبارٹری میں اُگایا یعنی آئیڈیل کنڈیشن میں اُسے اگایا۔ اب جب اس کو اگالیا تو اس کو جب Transplant کریں گے تو اس کو Commercialize کس طرح کرو گے؟ کیونکہ تقریباً 94 فیصد Mortality Rate ہے تو جہاں 94 فیصد Mortality Rate ہو اس کو کمرشلائز کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں یہ کہتے ہیں کہ جہاں Nutrients کم ہیں وہاں استعمال کریں گے۔ پاکستان میں Nutrients صرف کم نہیں زمین کی PH Value بھی کاؤنٹ کرتی ہے۔ تو یہ دیکھنا ہے کہ کیا Acidic زمین میں یا Alkaline زمین میں پودا اُگ سکتا ہے اور اس کو کیا PH Value چاہئے اور کس قسم کے Nutrients آپ کو چاہئیں اور پھر جب اُگے گا تو کون سے Nutrients اُس کے اُگنے کے لئے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پودا تو مَیں پتھر پہ بھی اُگا دیتا ہوں۔ آپ کے لئے ریسرچ میں بہت آگے جانے کی گنجائش ہے۔ خشک علاقوں میں جو جڑیں ہیں وہ زیادہ مضبوط اور گہری ہوتی ہیں اور درختوں کے گرنے کا چانس کم ہوتا ہے۔ جہاں کم گہری جڑیں ہیں وہاں طوفانوں اور آندھیوں سے زیادہ جلدی اکھڑ جاتے ہیں۔

حضور انور نے طالبعلم سے فرمایا کہ اپنے پروفیسر سے یہ پوچھیں کہ پودا کس قسم کا ہے؟ اس کا فائدہ بھی ہے یا نہیں؟

۞......اس کے بعد عزیزم مبرور رائے نے جو یونیورسٹی آف البرٹا میں کیمیکل انجینئرنگ کے طالبعلم ہیں "Carbon Capture and Storage" کے عنوان پر اپنی ریسرچ پیش کی۔

موصوف نے Greenhouse Effect کی تفصیل بتائی اور بیان کیا کہ کاربن ڈائی اوکسائیڈ گیس کے فضا میں بڑھنے سے زیادہ گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس بارہ میں دو مختلف ریسرچ کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ اس گیس کی مقدار فضا میں بڑھے گی۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ دونوں مختلف تحقیقات ایک دوسرے سے اتفاق رکھتی ہیں اور کاربن Emissions بڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد موصوف نے Carbon Dioxide کو فضا میں کم کرنے کے لئے اس کو Reservoir میں جمع کرنے کا طریقہ بیان کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اس سے عام آدمی کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ یہاں مسجد میں اگر کرتے ہیں تو یہاں آپ فضا کو کیسے صاف کریں گے۔ مختلف جگہ پلانٹ لگاتے جاؤ گے؟ موٹروے پر ہائی وے پر پلانٹ لگانا پڑیں گے۔ سب سے زیادہ اخراج تو کاربن ڈائی آکسائیڈ کی وہاں ہو رہی ہے۔ پھر انڈسٹریل جگہ میں بھی آبادی بڑھ رہی ہے۔ شہروں میں تمام جگہ اپنے سلنڈروں سے بھر دو گے۔

حضور انور نے فرمایا: تیزی سے جنگلوں کو کاٹا جا رہا ہے اور پاکستان جیسے ملکوں میں یا ترقی پذیر ملکوں میں جہاں کہتے ہیں کہ سب سے بہترین حل درخت ہیں۔ اب پہلے راولپنڈی سے مری کی طرف نکلتے تھے تو سارا جنگل تھا اور اب وہاں سارے درخت ختم ہوگئے ہیں اور خالی پہاڑیاں رہ گئی ہیں اور وہاں کوئی زراعت بھی نہیں ہو رہی۔ اور اگر ان ملکوں کو درخت اگانے کی طرف زور دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ اگر چوتھا حصہ زمین کا درختوں پر مشتمل ہوجائے تو آپ کا مسئلہ ختم ہوجاتا ہے۔

موصوف نے بتایا کہ البرٹا میں پلانٹ بنایا ہے جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کو زیر زمین جمع کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کو اس سے کتنا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: مزید 25 سال لگیں گے تو اس کا سارا پتہ لگ جائے گا۔

۞......بعد ازاں عزیزم یاسر محمود نے "GEO Information Science" کے عنوان پر اپنی ریسرچ پیش کی۔

موصوف نے بتایا کہ ان کی ریسرچ کا مقصد یہ ہے کہ سائیکل سوار کے ساتھ گاڑیوں کے حادثوں کی وجہ کیا ہے؟ گاڑیاں اور سڑک پر موجود دوسری چیزیں اس ریسرچ میں شامل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایکسیڈنٹ زیادہ ہونے کی وجہ یہ بھی تو ہوسکتی ہے جس طرح پاکستان میں ٹریفک سینس کی کمی ہے وہاں اگر آپ یہاں کی طرح ٹریفک قوانین پر عمل کریں تو ایکسیڈنٹ زیادہ بڑھ جائیں گے کیونکہ وہاں تو ٹریفک قوانین کے مطابق ڈرائیوروں کو چلانا ہی نہیں آتا۔ ہر ملک کی اپنی علیحدہ وجوہات ہوتی ہیں۔ جس کی آپ کو ریسرچ کرنی پڑے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے نائیجیریا میں آج سے کوئی 25 سال پہلے لیگوس (Lagos) سے کانو (Kano) تک کوئی گیارہ سو کلومیٹر سفر کیا تھا اور بڑی اچھی موٹروے تھی۔ یورپ کی موٹروے سے کہیں بہتر تھی۔ لیکن مَیں نے راستہ میں سینکڑوں ایکسیڈنٹ گنے تھے۔ ان کی ڈرائیونگ اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ پتہ ہی نہیں لگتا۔ اس لئے اب مَیں جب گیا ہوں تو موٹروے میں کئی کئی جگہ گڑھے تھے۔ پہلے ایکسیڈنٹ اس لئے ہوتے تھے کہ اچھی موٹروے تھی۔ اب ایکسیڈنٹ اس لئے ہوتے ہیں کہ ہر تھوڑے فاصلہ پر گڑھا آتا ہے اور گاڑی وہیں سے گھوم جاتی ہے۔ تو ٹریفک کی سمجھ اصل چیز ہے اور تعلیم ہے اور یہ بھی ضروری ہے۔ اس کو بھی اپنی ریسرچ میں شامل کرو۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو ایکسیڈنٹ کی وجوہات تو معلوم کرنی پڑیں گی۔ گاڑیاں چلانے والے کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔ وہ بیچارہ جو بیٹھا ہوتا ہے اس کی ٹانگ بازو ٹوٹ جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پھر ایسے بھی ایکسیڈنٹ ہیں کہ میرے آگے ایک آئل ٹینکر کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ بالکل الٹ گیا اور اس کو آگ لگ گئی۔ اس کے اندر جو لوگ تھے وہ بھی اندر ہی جلنے لگے۔ کچھ باہر آگئے۔ اس کے باہر بھی آگ لگ گئی کیونکہ آئل باہر آگیا تھا۔ تین چار آدمی اِس آگ میں جل رہے تھے اور ساتھ لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی نے انہیں بچانے کی بھی کوشش نہ کی۔ تو اس کو بھی اپنی ریسرچ میں شامل کریں کہ وہاں ایمبولینس اور پولیس سروس بھی ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: میرا خیال ہے جہاں تک ایکسیڈنٹ کے ریکارڈ کا تعلق ہے تو وہ آپ کو کہیں سے بھی مل جائے گا اور وہ پہلے ہی موجود ہے۔ تو اس کی وجوہات جمع کرنے کے لئے آپ کو Data پتہ کرنا پڑے گا اور ریسرچ کرنی پڑے گی۔ انٹرنیٹ سے آپ کو سب کچھ مل جاتا ہے کہ اس روڈ پر اتنے ایکسیڈنٹ ہوئے لیکن وجوہات کا پتہ نہیں چلتا۔ تو یہ ریسرچ میں پتہ چلے گا۔